۵

مولانا محمد شہاب الدین ندوی

قرآن مجید کا تاریخی کارنامہ

نظام کائنات سے استدلال کی دعوت، سائنسی تحقیقات کی ترغیب

یہ حقیقت فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ یورپ کو سائنس کے میدان میں بام عروج تک پہنچنے کے لئے ہزاروں، لاکھوں آدمیوں کی قربانی دینی پڑی جو کلیسا (Church) اور سائنس کی کش کش کا طویل اور خونی باب ہے، مگر اسلام کی تاریخ اس قسم کی کسی آزمائش اور عبرتناک داستان سے آشنا نہیں ہے کیونکہ اسلام عیسائیت کی طرح تجربے و مشاہدے کا دشمن اور علم کا گلا گھوٹنے والا نہیں بلکہ علم و تجربے کو پروان چڑھانے والا اور مشاہدے کی ہمت افزائی کرنے والا ہے۔

یورپ کی نشاۃ ثانیہ کی ساری ترقیاں قرون وسطی کے مسلمانوں کے تجربات و مشاہدات اور بلند پایہ تحقیقات کا نتیجہ تھیں۔ اور مسلمانوں کی تمام ترقیاں قرآن حکیم کی انقلابی دعوت فکر کا منطقی نتیجہ تھیں، جو یونانی طرز فکر سے بنیادی طور پر مختلف ہے۔ لہٰذا مسلمان فکر یونان سے سیراب ہونے کے باوجود ارسطو اور دیگر حکماء کے مقلد جامد نہیں رہے، بلکہ انہوں نے قرآنی فکر اور اسکے منشا کے مطابق بہت جلد تجربات و مشاہدات شروع کر کے جدید سائنس کی داغ بیل ڈالی اور ایک بالکل نئے عہد کا آغاز کیا۔

قرآن حکیم دنیا کا وہ پہلا صحیفہ ہے جو غلط نظریات و مفروضات اور تقلید پرستی کی مذمت کرتے ہوئے نظام کائنات سے استدلال کرتا ہے اور زمین، آسمان، چاند، سورج، ستارے، ابر، ہوا، پہاڑ، مختلف حیوانات و نباتات وغیرہ تمام مظاہر فطرت کا بغور مطالعہ و مشاہدہ کرنے کی مختلف اسالیب میں تاکید کرتا ہے۔ مثلاً

انظروا الی ثمرہ اذا اثمر و ینعہ، ان فی ذالکم لایات القوم یؤمنون۔ غور سے دیکھو اس کے پھل کو جب وہ پھلنے اور پکنے لگے۔ یقیناً اس باب میں ایمان لانے والوں کے لئے دلائل و نشانات موجود ہیں۔ (انعام: ۹۹) ولقد جعلنا فی السماء بروجاً و زیناھا للناظرین۔ اور ہم نے آسمان میں بہت سے بروج (کہکشائیں) بنادی ہیں اور بغور دیکھنے والوں کے لئے انہیں مزین کر دیا ہے۔ (حجر: ۱۶) افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت۔ والی السماء کیف رفعت۔ والی الجبال کیف نصبت۔ والی الارض کیف سطحت۔ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اونٹوں کی تخلیق کس طرح کی گئی ہے؟ اور آسمان کیسے اونچا اٹھایا گیا ہے؟ اور پہاڑ کس طرح (مضبوطی سے) نصب کئے گئے ہیں

اور زمین کس طرح (اس کی پوری گولائی میں) بچھائی گئی ہے؟ (غاشیہ: ۱۷ـ۲۰)

قل انظروا ماذا فی السماوات والارض ـ کہدو کہ تم غور سے دیکھو کہ زمین اور اجرام سماوی میں کیا کیا چیزیں موجود ہیں؟ (یونس: ۱۰۱) قل سیروا فی الارض فانظروا کیف بدالخلق کہدو کہ زمین میں چل پھر دیکھو تو سہی کہ تخلیق کی ابتدا کس طرح ہوئی؟ (عنکبوت: ۲۰)

ان تمام آیات میں سب سے زیادہ قابل غور اور مرکزی لفظ "نظر" ہے، جس کے مشتقات انظروا، الناظرین اور افلا ینظرون ہیں۔ "نظر" کے معنی محض دیکھنے کے نہیں ہیں بلکہ ماہرین لغت اور ائمہ تفسیر کے مطابق غور وفکر کرنے اور "نظر غائر" ڈالنے کے ہیں۔

نظرہ: تاملہ بعینہ (القاموس المحیط، از مجد الدین فیروز آبادی) اس شخص نے (فلاں چیز پر) نظر ڈالی یعنی اپنی آنکھ کے ذریعہ اس چیز کا جائزہ لیا۔

الجوہری: النظر تامل الشئی بالعین۔ (لسان العرب، ۲۱۵/۵، طبع جدید، بیروت، ۱۹۶۸ء) جوہری نے کہا ہے کہ نظر آنکھ کے ذریعہ غور کرنے یا جائزہ لینے کا کام ہے۔

امام راغب لکھتے ہیں: نظر کے اصل معنی کسی چیز کو دیکھنے یا اس کی (اصلیت) کا ادراک کرنے کے لئے آنکھ یا قوت فکر کو بار بار حرکت دینے (تقلیب) کا نام ہے اور کبھی "نظر" سے مراد غور و فکر اور کسی چیز کی کھود کرید کرنا (مطالعہ و تحقیق) ہوتا ہے۔ اور کبھی اس سے مراد وہ معرفت ہوتی ہے جو غور و فکر کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے محاورے میں کہا جاتا ہے "نظرت فلم تنظر" تو نے دیکھا مگر غور نہیں کیا۔ ارشاد باری (قل انظروا ماذا فی السماوات) میں انظروا کے معنی ہیں تاملوا۔ یعنی غور کرو۔ لفظ نظر کا استعمال عوام کے نزدیک زیادہ تر "رویت بصر" کے لئے ہوتا ہے، جب کہ خواص کے نزدیک اسکا استعمال زیادہ تر بصیرت کے لئے ہوتا ہے۔

(مفردات القرآن، از راغب اصفہانی، ص ۴۹۷۔ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

یہ محض ائمہ لغت ہی کی تحقیق نہیں ہے بلکہ مفسرین نے بھی اس لفظ سے یہی معنی مراد لئے ہیں۔ چنانچہ اوپر جو آیات نقل کی گئی ہیں، ان میں سے انعام والی آیت کی تفسیر میں علامہ زمخشری تحریر فرماتے ہیں: نظرا اعتبار و استبصار و استدلال۔ عبرت و بصیرت اور استدلال کی نظر سے دیکھو۔ (تفسیر کشاف، ۴۰/۲، مطبوعہ ایران۔

مفسر ابو سعود تحریر فرماتے ہیں۔ ای انظروا الیہ نظرا اعتبار استبصار اذا اخرج ثمرہ۔ یعنی جب پھل نمودار ہونے لگے تو اس کو بچشم عبرت و بصیرت دیکھو۔ (تفسیر ابو سعود، برحاشیہ

سیر کبیر، ۲۴۹/۴، مطبع عامرہ مصر، ۱۳۲۴ھ)

امہ رشید رضا مصری تحریر فرماتے ہیں: ای انظروا نظر تامل و اعتبار۔ یعنی غور و فکر اور رت کی نظر سے دیکھو۔ (تفسیر المنار، ۴۴۳/۷، دار المعرفۃ بیروت)

اس لحاظ سے "نظر" محض سرسری طور پر دیکھنے کے نہیں بلکہ غور سے دیکھے، غور و فکر کرنے لر بصیرت ڈالنے اور بچشم عبرت معائنہ کرنے کے ہیں۔ اب پچھلی آیتوں کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا ہ "نظر" کا دائرہ عالم جمادات، عالم نباتات، عالم حیوانات اور عالم افلاک تک تمام مرئی و محسوس ر کل موجودات زبردست پر محیط ہے۔ یہ قرآن حکیم کی ایک زبردست خصوصیت ہے کہ وہ لبی اور ایجابی دونوں حیثیتوں سے اپنے متبعین کو خصوصاً اور نوع انسانی کو عموماً موجودات عالم کے مطالعے و مشاہدے پر ابھارتا ہے اور ان مظاہر و ظواہر کی ساخت و پرداخت اور ان نظاموں کا نظم مطالعہ کرنے نیز ان اشیاء و حوادث کے علل و اسباب کا پتہ لگاکر ایک مسبب الاسباب ہستی تک پہنچنے کی دعوت دیتا ہے۔ وہ بار بار حجت کی خاطر الزامی طور پر کہتا ہے: اولم ینظرون فی لکوت السماوات والارض وما خلق اللہ من شی ۔ کیا انہوں نے زمین و آسمان کی ادشاہت اور اللہ کی پیدا کردہ مخلوقات میں غور نہیں کیا؟ (اعراف ۱۸۵)

اولم یر الذین کفروا ان السماوات والارض کانتا رتقا ففتقنہما، وجعلنا من الماء کل شیء حی، افلا یومنون ۔ کیا انہوں نے مشاہدہ نہیں کیا کہ (پہلے) زمین اور (تمام) اجرام سماوی باہم ملے ہوئے تھے، جنکو ہم نے جدا کردیا اور پانی ہی سے زندہ چیز کو بنایا۔ تو کیا یہ لوگ (پھر بھی) ایمان نہیں لائیں گے؟ (انبیاء: ۳۰)

الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخرج بہ زرعاً مختلفاً الوانہ ثم یہیج فتراہ مصفراً ثم یجعلہ حطاماً، ان فی ذالک لذکری لاولی الالباب ۔ اے مخاطب کیا تو نے مشاہدہ نہیں کیا کہ اللہ نے بلندی سے پانی برسایا۔ پھر اسکو زمین کے سوتوں میں داخل کردیا۔ پھر وہ اسی پانی کے ذریعہ رنگ برنگی کھیتیاں نکال دیتا ہے۔ پھر وہ کھیتی خشک ہوجاتی ہے جسکو تو زرد ہوتے ہوئے دیکھتا ہے۔ پھر وہ اسکو چورا چورا کردیتا ہے۔ اس باب میں دانش مندوں کے لئے ایک بڑی چونکا دینے والی (خبر) ہے۔ (زمر ۲۱)

اوپر دو قسم کی آیات نقل کی گئی ہیں۔ قسم اول عملی سائنس (Practical Science) کی بنیاد ہیں۔ جن سے سائنسی علوم کی باقاعدہ تدوین عمل میں آتی ہے اور قسم ثانی منکر و معاندین کے لئے بطور اتمام حجت وارد ہوئی ہیں۔ اس طرح یک پنت دوکاج کے بمصداق قرآن کی نظر میں اس

دعوت فکر و تحقیق کے دو بنیادی مقاصد ہیں، جس کی مختصر تشریح اس طرح کی جاسکتی ہے۔

(۱) اسلام کے بنیادی مقاصد اور اس کے اساسی نظریات و معتقدات خصوصاً توحید، رسالت اور معاد کے اثبات اور ان کی صداقت و حقانیت کے لئے نظام کائنات سے دلائل پیش کرنا، تاکہ ان کی حقیقت پوری طرح کھل کر سامنے آجائے اور کسی قسم کا اشتباہ باقی نہ رہ جائے۔ جیسا کہ دوسرے مواقع پر اس اصول کی تفصیل اس طرح ی گئی ہے: وفی الارض آیات للموقنین، وفی انفسکم افلا تبصرون۔ اور روئے زمین میں یقین کرنے والوں کے لئے تمہاری ہستیوں میں بھی۔ کیا تم کو نظر نہیں آتا؟ (ذاریات: ۲۰۔ ۲۱)

(۲) اہل اسلام کو خصوصیت کے ساتھ تسخیر موجودات کی طرف راغب کرنا، یعنی موجودات عالم میں جو طبیعی اور نوعی فوائد ـ قوانین فطرت کے روپ میں ـ موجود ہیں۔ ان سے استفادہ کرکے انسانی زندگی کو بہتر بنانے اور دین برحق کے غلبے کے لئے فوجی و عسکری حیثیت سے قوت و شوکت حاصل کرنے کی ترغیب دلانا، تاکہ اس سے خلافت ارض کے دیگر مقاصد پورے ہوں اور اقوام عالم کی اصلاح کا فریضہ بھی انجام پائے۔ بالفاظ دیگر اہل اسلام سائنسی علوم و فنون میں ترقی کرکے اتنی قوت و طاقت بھی حاصل کرلیں کہ ایک حیثیت سے وہ دین الٰہی کو تمام ادیان پر، مادی نقطہ نظر سے ـ غالب کرسکیں۔ (غلبہ دین کی دو صورتیں ہیں، ایک تو دلیل و استدلال کے ذریعہ غالب کرنا اور دوسرے مادی و ظاہری حیثیت سے برتری حاصل کرنا۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے یہ دونوں پہلو بیک وقت مطلوب ہیں، ورنہ خاطر خواہ نتائج نکل نہیں سکتے اور دین برحق علمی اعتبار سے برحق ہونے کے باوجود مادی و عسکری حیثیت سے اپنا دفاع نہیں کرسکے گا جیسا کہ موجودہ حالات شاہد ہیں) تو دوسری طرف دنیا میں خدائی فوجدار بنکر عدل و انصاف اور اصلاح عالم کا فریضہ بھی انجام دے سکیں (کنتم خیر امۃ اخرجت للناس، الخ) اسی وجہ سے بنی آدم کو "علم اسماء" اور "علم تسخیر" سے بھی نوازا گیا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر اور پتہ صاف صاف
لکھا کریں